جو حضرت امیر المومنین کے لخت جگر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے ہیں۔

نصرت گرلز سکول

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقائہا کے نام پر بچیوں کے لئے ایک سکول قادیان میں جاری ہے جس میں ۵۰۰ کے قریب طالبات تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ اس سکول کے بھی دو حصے ہیں۔ ایک حصہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرح ان طالبات کے لئے ہے۔ جو دنیوی امور میں ترقی حاصل کرنا چاہیں۔ اور ایک حصہ ان طالبات کے لئے ہے جو زیادہ تر دینی تعلیم حاصل کرنا چاہیں۔ نصرت گرلز سکول کی وجہ سے احمدی بچیوں میں سو فیصدی تعلیم پھیل چکی ہے اس سکول کے ہیڈ ماسٹر جناب ملک غلام فرید صاحب ایم اے سابق لندن مشنری و سابق ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ہیں۔

نومسلم بچوں کے لئے سکول

قادیان میں پس ماندہ اقوام کے لوگ اب اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ان کے لئے آپ نے اپنے زمانہ میں ایک مدت سے ایک خاص انتظام کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مجاہدین تحریک جدید

پھر مجاہدین تحریک جدید کی تعلیم کا ایک خاص انتظام فرما رکھا ہے۔

بوڑھوں اور بڑی عمر کے لوگوں کی تعلیم

جماعت کا تعلیمی معیار اور بھی بلند کرنے کے لئے آپ نے خدام الاحمدیہ کے سپرد جماعت کے غیر تعلیم یافتہ اور بوڑھوں کی تعلیم کا انتظام جاری فرمایا۔ تاکہ وہ کسی شخص کو بھی ناخواندہ نہ رہنے دیں۔

بوڑھی اور ناخواندہ مستورات کی تعلیم

اسیطرح آپ نے جماعت کی بوڑھی اور ناخواندہ مستورات کی تعلیم کا انتظام لجنہ اماء اللہ کے سپرد فرمایا۔ جو اپنی جگہ مستورات کی تعلیم کا انتظام کر رہی ہیں۔

مرکز سے باہر کے مدارس

اس کے علاوہ حضور نے مختلف جماعتوں میں پرائمری اور مڈل تک کے مدرسے کھلوائے۔ پھر ان میں زنانہ مدارس بھی ہیں اور مردانہ بھی۔ پھر ان میں نائٹ سکول بھی ہیں اور بڑی عمر کے لوگوں کے بھی۔ پھر ایسے مدارس ہندوستان کے اندر بھی ہیں اور باہر بھی۔ جیسے مشرقی افریقہ۔ مغربی افریقہ جنوبی افریقہ کے علاوہ کبابیر اور ماریشس اور جاوا اور سماٹرا میں ایسے سکول کامیاب طور پر چل رہے ہیں

احمدیہ ہوسٹل

چونکہ اسوقت جماعت کے پاس اپنا کالج کوئی نہیں۔ اسلئے لاہور میں جو پنجاب کے کالجوں کا مرکز ہے ایک احمدیہ ہوسٹل اسلئے بنا دیا۔ تاکہ وہاں ہمارے بچے احمدی فضا میں پرورش پاتے رہیں۔ اور وہاں ان کو دینیات وغیرہ کی تعلیم ملتی رہے۔

نظارت تعلیم و تربیت

اس سارے انتظام کو جو تعلیمی انتظام ہے کنٹرول کرنے کے لئے آپ نے نظارت تعلیم و تربیت قائم فرمائی تاکہ وہ ایک طرف اس تعلیمی نظام کو کنٹرول کرے اور دوسری طرف اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں کو مفید مشورے دے اور حتی الوسع ان لوگوں کی اعانت بھی فرمائے۔

دوسرا ادارہ نشر صحف کتب ہے

علوم کی اشاعت میں دوسری چیز جو بڑا کام کر رہی ہے وہ تحریر ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کے زمانہ میں بہت بڑا کام ہو رہا ہے اور علوم کی بڑی اشاعت ہو رہی ہے۔ اخبارات سلسلہ الحکم۔ الفضل۔ فاروق۔ نور۔ مصباح۔ ریویو آف ریلیجنز۔ ریویو اردو۔ سن رائز۔ دور جدید الاصلاح۔ المبشر۔ البشریٰ۔ سن رائز امریکہ۔ وغیرہ وغیرہ رسائل و جرائد بڑا کام کر رہے ہیں اور **واذا الصحف نشرت** کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ ان اخبارات کے علاوہ ہر سال بیسیوں کتب شائع ہوتی ہیں۔ اور اسطرح جماعت کے ہزارہا افراد کی تعلیم کا انتظام ہو رہا ہے۔

تیسرا طریق درس و تدریس

اس کے سوا ایک اور طریق رائج ہے۔ وہ قرآن کریم کے درسوں اور احادیث اور کتب مسیح موعودؑ کے درسوں کا طریق ہے۔ جو تمام جماعت میں رائج ہے۔ اور اس سے ہزارہا بندگان خدا اور مستورات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ان درسوں کے سبب احمدیوں کا جاہل سے جاہل آدمی بھی دینی مسائل سے خوب واقف ہے

چوتھا طریق خطبات و تقریریں

اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کا علمی معیار بلند کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین کے وہ خطبات جن میں ایک ایک خطبہ میں سینکڑوں کتابوں سے زیادہ معلومات روحانی اور دنیوی علوم کے متعلق بھر دی جاتی ہیں اور یہ خطبے نہ صرف اخبارات کے ذریعے اشاعت پاتے ہیں بلکہ ہر جگہ کی احمدیہ جماعتوں میں بطور خطبہ جمعہ کے پڑھے جاتے ہیں۔ اور ان سے بھی علوم کی اشاعت ہوتی ہے ان خطبوں کے علاوہ مبلغین جگہ جگہ دورے کر کے ہر ایک مضمون پر تقریریں کر کے مضامین لوگوں کے ذہن نشین کراتے ہیں اور اس طرح علم کو عام کرتے ہیں۔

پانچواں طریق لائبریریوں اور مساجد کا قیام

اس کے علاوہ جماعت میں نشر علوم کا ایک اور طریق بھی ہے جو آپ کے ہی زمانہ میں رائج ہوا — وہ لائبریریوں اور مساجد کا قیام ہے۔ بڑی بڑی جماعتوں میں لائبریریاں قائم ہیں۔ اور لوگ بآسانی وہاں سے کتابیں لے کر پڑھتے ہیں۔ اور جہاں لائبریریاں قائم نہیں وہاں مساجد قائم ہیں۔ جن میں جب احمدی احباب جمع ہوتے ہیں تو وہ سلسلہ کے مسائل پر مذاکرہ کرتے ہیں۔ اور یہ مذاکرہ بھی نشر علوم کا باعث ہوتا ہے ان تمام طریقوں سے کام لیتے ہوئے آپ نے جماعت کے ہر طبقہ میں علم پھیلا دیا۔ اور جماعت کے علمی معیار کو بہت اونچا کر دیا۔ اور اسطرح جماعت کا سو فیصدی حصہ علم کی روشنی سے منور کر دیا۔

اس کے سوا آپ نے جو مدارس صناعت وغیرہ قائم فرمائے ان میں بھی بچوں کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام فرمایا!

الغرض وہ غرض جو آپ کے وجود سے نشر علوم سے متعلق وابستہ تھی ع۵ (دیکھئے حاشیہ پر)

نتیجہ فکر جناب مولوی محمد یعقوب صاحب **طاہر** مولوی فاضل

گلدستہ تہنیت

الٰہی فضلِ عمر کی ہو آل میں برکت
ہو اس کی شان میں برکت کمال میں برکت
عطا ہو جاہ میں برکت جلال میں برکت
مدام اس کے ہو فکر و خیال میں برکت!
"ہو اس کے حسن میں برکت
جمال میں برکت"

(۱)

اُٹھائے دستِ دُعا منتظر تھے رحمت کے
اسی نے دن یہ دکھائے ہیں فتح و نصرت کے
کہاں عدو کو میسر یہ دن سعادت کے
ہوئے ہیں فضل سے ساماں ہماری رفعت کے
یہ دن ہیں خیر کے برکت کے عز و عظمت کے
بعروج پر ہے خلافت کا دور با برکت
فلک پہ حوریں بھی رقصاں ہیں فرط بہجت سے
مناؤ عید کہ راضی ہے تم سے ربِ ودود
کھڑے تھے دیر سے اب آؤ جھولیاں بھر لو
رہے نہ کوئی بھی محروم تاکہ دعوت سے

خدا نے کھول دیئے آج در اجابت کے
کرم کے۔ فضل کے۔ احسان کے عنایت کے
طرب کے، عیش کے، ایمان کی حلاوت کے
گرا ہے حاسدِ بدخو گڑھے میں ذلت کے
خوشی کے۔ کیف کے۔ فرحت کے اور راحت کے
زمانہ بھر میں ہیں چرچے اسی کی شوکت کے
زباں پہ نغمے ہیں اس جشن پر مسرت کے
تمہارے پاس ہیں لیبا ایماں کی دولت کے
برس رہے ہیں گہر آسماں سے رحمت کے
بچھائے آج فرشتوں نے خوانِ نعمت کے

(۲)

خوشا نصیب کہ آئی چمن میں فصلِ بہار
بڑھا ہے فضلِ خدا سے ہمارا رعب و وقار
ہزار کوئی ہو تکذیب پر کمر بستہ
قسم خدا کی ہے محمود "مصلح موعود"
یہی "مسیحی نفس" ہے یہی ہے مظہرِ حق
اسی کے دم سے گلستانِ احمدیت میں
سخت احمق و نادان ہیں جو ہوئے منکر
الٰہی فضل سے ان کو بھی تو ہدایت دے

خوشی سے مست ہو قمری تو گا رہی ہے ہزار
ہوا ہے رحمتِ حق سے بلند اپنا منار
ہزار دل میں رکھے کوئی اپنے بغض نفاق
یہی ہے "فخرِ رسل" پاسبانِ راہ خیار
یہی خلیفہ ہے۔ دنیا کا ہے یہی سردار
کھلے ہیں پھول تو پیدا ہوئے ہیں شیریں ثمار
انہیں ہے دیں سے عداوت تو کفر سے ہے پیار
تری گرفت میں آئیں نہ تا کہ روزِ شمار

(۳)

مسیح پاک کے اے نامدار لختِ جگر
نہیں ہے کوئی بھی ثانی ترا زمانے میں
تری خبر ہے صحائف میں آچکی پیارے
ثریا سے تو بھی ثریا سے لایا ایماں کو
ترقیات ہیں وابستہ تجھ سے دوراں میں
ہزار ڈھونڈھے کوئی لاکھ کوئی سر پٹکے
علوم ظاہری میں بھی ہے سب کا تو فائق
نہ تیرے عزم سا دنیا میں ہے کسی کا عزم
تری دعاؤں کا شہرہ ہے آج عالم میں
ترے زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں بیسیوں نشاں
ہزار شکر ملا ہم کو آستانہ ترا

نظیرِ مہدیٔ دوراں ہمارے نورِ نظر
بنایا تجھ کو خدا نے ہے آج دیں کا قمر
خدا نے عرش سے تجھ کو کہا ہے "فضلِ عمر"
مٹایا ظلمتِ کفر و ضلال کو یکسر
خدا نے تجھ کو کہا ہے کلیدِ فتح و ظفر
ملے گا اس کو نہ تیرا زمانہ میں ہمسر
علوم باطنی میں بھی ہے سب سے تو برتر
نہ کوئی تجھ سا زمانہ میں آج ہے راہبر
ترے کمال کا چرچا ہے ہو رہا گھر گھر
کہ گویا خود اتر آیا زمیں پہ داور
ہزار شکر ملا تجھ سا قیمتی گوہر

(۴)

مبارک اے شہِ خوباں یہ جوبلی کا سماں
مبارک آپ کو آنا یہ رعب عظمت و شاں

مبارک اے تنِ عالم کی روح و جانِ جہاں
مبارک آپ کو یہ عہدۂ امامِ زماں

رہے عروج ترقی کناں قیامت تک
رہے ستارہ ترا ضوفشاں قیامت تک

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا انتخاب صرف حضور کے تقویٰ کی بناء پر تھا

جناب میاں عطاء اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ امرتسر

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر جماعت احمدیہ نے جن حالات کے ماتحت خلافت کا انتخاب کیا ان میں سے مندرجہ ذیل امور خصوصیت سے توجہ کے لائق ہیں۔

اوّل یہ کہ حضور کی وفات کا واقعہ جماعت کے لئے سخت ناگہانی تھا۔ احباب اس سانحہ جانگداز کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسے حالات میں اپنے محبوب آقا کی محبوب اولاد کے لئے جو جذبات محبت و وفاداری ہر فرد کے دل میں موجزن ہونگے ان کا اندازہ کرنا قریباً محال ہے۔ ان جذبات کا کچھ پتہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے لگ سکتا ہے۔ جو آپ نے فرمایا کہ اگر سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ (جن کی عمر اس وقت صرف چھ سال تھی) کو منتخب کر لیا جائے۔ تو آپ ان کی اطاعت بھی اسی طرح کریں گے جس طرح اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرماتے رہے۔

دوم یہ کہ انسانی فطرت کا یہ بھی تقاضا ہے۔ کہ کوئی شخص ایک سے زیادہ جگہ اپنا سر جھکانا نہیں چاہتا۔ اگر ایک خاندان سے تعلقات نیازمندی قائم ہو چکے ہوں۔ تو طبعی خواہش یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ تعلقات اگلی نسل میں بھی چلتے جائیں۔ روحانی تعلق تو بہت اہم چیز ہے۔ لوگ اس بات کا لحاظ دنیاوی رشتوں میں بھی رکھتے ہیں۔ پرانے صوفیاء کے مرید تو یہاں تک کہا کرتے تھے۔ کہ ایک نکاح کے بعد دوسرا نکاح جائز نہیں ہے۔

سوم یہ کہ جماعت کو یہ مایوسی بھی نہ تھی۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک حضور کی اولاد میں سے کوئی جانشینی کے لائق نہ تھا۔ بلکہ جماعت کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیسیوں بشارتوں کے مصداق حضور کے فرزند دلبند سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد موجود تھے۔ جن کی عمر اسوقت ساڑھے انیس سال تھی۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء ہے۔ گویا قانونی لحاظ سے آپ بلوغت پر بھی ڈیڑھ سال سے اوپر گذار چکے تھے۔ آپ اس عمر میں دینی و دنیاوی ذمہ داریوں کا بار اپنے کندھوں پر اٹھانے کے ہر طرح اہل تھے۔

دنیاوی لحاظ سے آپ کی پختگی عقل کو جماعت نے اس طرح بالاتفاق تسلیم کیا ہوا تھا۔ کہ آپ لاکھوں کی صاحب جائداد اور قریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی والی صدر انجمن کے معتمد تھے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ بار آپ کی قابلیت کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھا۔ اکبر ہندوستان کی عنان حکومت سنبھالتے وقت اس سے کم عمر کا تھا۔ لیکن اکبر بے علم تھا۔ اس کے بالمقابل یہاں ایک ایسا وجود تھا۔ جس کے متعلق خود خدائے علیم و خبیر کا وعدہ تھا۔ کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور سخت ذہین اور فہیم ہوگا

آپ کے دینی ذوق و شوق اور ولولہ عزمتِ دین کا اعتراف سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دشمن مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۰۶ء میں جب حضور کی عمر صرف سترہ سال تھی۔ حضور کے رسالہ تشحیذ الاذہان پر تنقید کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا:-

"اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں۔ پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی۔ مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں۔ جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے۔ اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے۔

اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ سچا جوش اس بچے کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا۔ گندہ ہوتا۔ نہ کہ ایسا پاک و نورانی جس کی نظیر نہیں ملتی ......

اے بدقسمت لوگو غور کرو۔ کہ کیا مفتری کی اولاد جو اس کے افترا کے زمانہ میں پیدا ہو۔ اور افترا کے زمانہ میں پرورش پائے ایسی ہوا کرتی ہے۔ غور کرو کہ جس کی تعلیم و تربیت کا یہ پھل ہے وہ کاذب ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ کاذب ہے تو صادق کا نشان کیا ہے۔"

امور مذکرہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کے سامنے نہایت زبردست جذباتی محرکات اس امر کے تھے۔ کہ وہ وراثت کے خیال کو اہمیت دیں۔ اور اگر جماعت جذبات کی رو میں بہ جانے والی ہوتی۔ تو یقیناً حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جن کے وجود باجود میں اسی وقت جماعت کو اپنے یوسف کی خوشبو آتی تھی بطور خلیفہ منتخب ہوتے۔

لیکن جماعت احمدیہ کے اعلیٰ تقویٰ کا یہ ایک نہایت عظیم الشان کارنامہ ہے۔ کہ جماعت نے سیدنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کے نتیجے میں وراثت کے خیال کو یکسر مسترد کر دیا۔ اور اسے قطعاً کوئی اہمیت نہ دی۔ اور بالاتفاق اپنی گردنیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ تقویٰ ایمثال محبت قرآن۔ پختہ عمر۔ وسیع تجربہ اور اسلام پر سراپا فدائیت کے سامنے جھکا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا تھا۔

> چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
> ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

غرض جماعت احمدیہ کا یہ اجماع اس امر پر ناقابل تردید اور روشن ترین دلیل ہے۔ کہ خلیفہ کے انتخاب میں جماعت احمدیہ نے وراثت کے خیال کو جس کے بروئے کار آنے کے لئے اس بہتر وقت کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ قطعی طور پر رد کر دیا۔

اس انتخاب کے بعد جماعت نے چھ سال حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی تربیت میں گذارے۔ اور جماعت احمدیہ کے کسی شدید ترین معاند حتیٰ کہ خود مولوی محمد علی صاحب کو بھی یہ جرأت نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ یہ ادعا کریں۔ کہ جماعت کو اپنی سابقہ روش سے سر مو بھی پس و پیش ہونے کی تلقین کی۔ بلکہ انہیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حضور علیہ السلام ہمیشہ جماعت کو یہی تاکید فرماتے رہے۔ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ خدا کے ہاں لحاظ میں اس کا تعلق تقویٰ والوں ہی سے ہوتا ہے۔ ان اللہ یحب المتقین۔ اور اس کی قطعی اور دستاویزی شہادت وہ وصیت ہے۔ جو حضور نے اپنی وفات سے چند دن پہلے فرمائی۔ جس میں جماعت کو وصیت کی۔ کہ:-

> "میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز۔
> عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے
> اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی
> اور درگذر کو کام میں لاوے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے صرف چھ سال بعد انتخاب خلیفہ ثانی کا معاملہ پیش آیا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے سچے فرستادہ تھے۔ اور جماعت احمدیہ نے آپ کی تربیت سے کچھ حاصل کیا تھا تو کوئی مومن ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ جماعت کی اکثریت صرف چھ سال کے عرصہ میں ہی خدا تعالےٰ کی محبت اور خشیت سے بے بہرہ ہو گئی تھی۔ اور خدا کی نصرت اور تائید نے جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا۔ تا وہ (خاکم بدہن) ایک غیر مستحق اور نا اہل کے ہاتھ پر جمع ہو کر ہدایت کی تمام راہیں اپنے پر بند کر لیں۔ یہ تو مولوی محمد علی صاحب کا دعویٰ بھی نہیں ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اوّل نے کوئی غلط عقیدہ جماعت کو سکھایا۔ پھر [illegible] چھ سال کے عرصہ میں جماعت خدا کے فضل سے [illegible] یوں محروم ہو گئی؟

جماعت کا سابقہ عمل جس میں خود منکرین خلافت ثانیہ کا عمل بھی شامل ہے۔ ان کے اس دعویٰ کو مانع ہے۔ کہ جماعت نے خلافت ثانیہ کے انتخاب کے وقت پہلے کی طرح تقویٰ اور علم باعمل کے سوا اور کسی بات کو بنائے انتخاب سمجھا۔

وراثت کا جذبہ جسے جماعت پہلی دفعہ ہی جبکہ وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ دلوں میں موجزن تھا رد کر چکی تھی۔ اب کس طرح قلوب پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔

پس بار ثانی جماعت احمدیہ کی اکثریت نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ پر جمع ہو کر قطعی طور پر ثابت کر دیا۔ کہ خلیفۃ المسیح کا انتخاب صرف اسی لئے ہوا کہ آپ ساری جماعت میں سے تقویٰ کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی جو مصری پارٹی کی پیٹھ ٹھونکنے میں پیش پیش ہیں۔ خدارا غور فرمائیں۔ کہ چار پانچ لاکھ مومنوں کا ایمان آخر کس گناہ کے بدلے میں صرف چھ سال کے عرصہ میں ضائع ہو گیا تھا۔ کہ وہ ایک غالی عقیدہ کے انسان کے ہاتھ پر جمع ہو گئے۔ اور مصری پارٹی کے خیال میں ایسے انسان کے ہاتھ پر جمع ہوئے۔ جو

جو نعوذ باللہ من ذالک تقویٰ سے ہزاروں کوسوں دور ہے۔ وہ غور تو کریں۔ کہ وہ شخص جو اپنی قوتِ قدسی سے اپنی اولاد۔ اپنے خسر۔ دامادوں۔ صاحبزادیوں۔ پوتوں۔ نواسوں۔ نواسیوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ بچا سکا۔ اور سب کے سب بقول مولوی محمد علی صاحب گمراہ ہوئے۔ آخر وہ کس کو ہدایت دینے کے لئے دنیا میں آئے تھے ؎

آنکس کہ خود گم است کس را رہبری کند

کیا یہ عقل باور کر سکتی ہے۔ اور کوئی دیانت دار انسان ایک لمحہ کے لئے بھی دیانت داری سے یہ مان سکتا ہے۔ کہ ایسا انسان خدا کی طرف سے تھا۔ اور وہ خدا کا منتخب کردہ مردِ مزکّی تھا۔ جو دنیا کو پاک کرنے اور انہیں نورِ ہدایت بخشنے کے لئے آیا تھا۔ کیا تاریخ عالم میں اس بات کی ایک مثال بھی ملتی ہے۔ کہ کسی مامور من اللہ کی ساری کی ساری اولاد اور تمام رشتہ دار بلا استثناء واحدے گمراہ ہو گئے ہوں۔ کیا پھر ہم یہ سمجھیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ جو اپنوں کو تو بچا نہ سکتے تھے۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کو ہی ہدایت دینے کے لئے مامور ہوئے تھے۔ مجھے تو ہمیشہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے اس مضحکہ خیز ادعاء پر "ساری برات قصور دار اور اکیلا ..... بھلا مانس" والی مثال یاد آیا کرتی ہے ؂

سیدنا حضرت امیر المومنین کے معاندین خدا را پھر غور کریں۔ کہ وہ خدا کا برگزیدہ جس کی انتظار ساڑھے تیرہ سو سال سے ہو رہی تھی۔ وہ جری اللہ جو شیطان کے ساتھ آخری جنگ کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ وہ خدا کے محبوب جو سید الانبیاء صلعم کی اطاعت میں تیرہ سو سال کے جملہ مومنین سے سبقت لے گئے۔ وہ جو سارے اسلام میں قدوسیت و طہارت کا اپنے آقا کے بعد پاک ترین نمونہ تھے۔ کیا ان کی قدوسیت اور طہارت سے ساری جماعت نے یہی فیض حاصل کیا تھا؟ کہ چند سالوں میں اپنی ساری نیکی اور سارے تقویٰ کو برباد کر کے ایک ایسے انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دے بیٹھی جو نعوذ باللہ من ذالک ضال اور مضل ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب اور مصری پارٹی کے بیہودہ دعاوی اور الزامات کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو کیا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا کچھ بھی باقی رہ جاتا ہے۔ کاش مولوی محمد علی صاحب آج سے ۳۳ سال پہلے کی دی ہوئی دلیل پر آج غور کر سکیں۔ کہ جھوٹ ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا۔ اب وہ حضرت خلیفۃ المسیح پر الزام تراش کر اور حضور کے عقائد کو عقائد باطلہ قرار دیکر گویا خود اپنے منہ سے یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک لوگ اس نتیجہ پر پہنچیں۔ کہ یہ گند ایک گند کا نتیجہ ہے۔ اور اس طرح خود دشمنوں کے ہاتھ میں خدا کے محبوب ترین بندہ کے خلاف ایک دلیل مہیا کرتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب کو حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی یتزوج و یولد لہ کی پرواہ نہیں رہی۔ کیا انہیں کبھی بھی حضرت نعمت اللہ ولی کا مصرعہ ؎

"پسرش یادگارے بینم"

یاد نہیں آتا۔ کیا ناخدا ترسی کی یہ حد نہیں کہ انہیں کبھی خیال نہیں آیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے تو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو یہ فرمایا:۔

"سب کا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہو شمشاد
خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی"

لیکن مولوی صاحب اس اولاد کو جس کے متعلق خدا نے اُن کے برباد نہ ہونے کی بارہا خبر دی۔ اُسے برباد شدہ سمجھتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ارشاد کی نہایت بے باکی سے تکذیب کرتے ہوئے اپنے راستی پر ہونے کے دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا خدا کے پیاروں کے پہلے منکرین نے انکار میں کبھی اس سے زیادہ جسارت دکھائی تھی؟ مولوی صاحب! خدارا غور کریں۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی اولاد کے متعلق آخر کس بات کی بشارت دی تھی؟ کیا یہ بشارت ہوا کرتی ہے۔ کہ ساری اولاد عقائد کے لحاظ سے عقائد باطلہ پر قایم ہو جائیگی۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسا خیال نہایت احمقانہ خیال ہے۔ کہ اولاد کے برباد نہ ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ مال و دولت اور اولاد میں بڑھیں گے۔ غرض یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا یہ دوسرا اجماع بھی پہلے کی طرح تقویٰ اور راستی پر ہوا۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین کا انتخاب صرف اس بناء پر ہوا۔ کہ وہ اپنے زمانہ کے امام المتقین ہے۔ میں نے صرف تقویٰ کی اس بناء پر کہا ہے۔ کہ احباب کے لئے یہ امر بھی قابل توجہ ہے۔ ظاہری کسبی علوم کے لحاظ سے سیدنا حضرت امیر المومنین کو کوئی خاص درجہ حاصل نہ تھا۔ اُس وقت بھی جماعت میں کسبی علوم کے بڑے بڑے ماہر اور ڈگریاں یافتہ موجود تھے۔ ہاں اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ ط کے ماتحت دیئے ہوئے لُدنی علم کا نُور اس وقت بھی حضور کے وجودِ باجود سے ضیا پاشی کرتا تھا۔ اور چند سالوں ہی میں جماعت کے شدید ترین معاندوں نے بھی حضور کے سخت ذہین و فہیم ہونے اور علوم سے پُر ہونے کی گواہی دے دی۔ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ کی یہ روایت کس قدر پیاری ہے کہ آپ نے خلافت کے انتخاب کے تھوڑا عرصہ بعد فرمایا۔ کہ ہم نے تو میاں کی بیعت یہ سمجھ کر کی تھی۔ کہ آپ سب سے زیادہ متقی ہیں۔ یہ معلوم نہ تھا کہ آپ سب سے بڑے عالم بھی ہیں۔

پس یہ قطعی اور یقینی اور ناقابل تردید طور پر ثابت ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالےٰ نے جس امر پر خود قائم کیا وہی درست تھا۔ اور اب خدا کے اُس برگزیدہ کے وجود میں عیب تلاش کرنا اور اس پر زبانِ طعن دراز کرنا یہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ ایسا شخص خود اپنے فسق و فجور پر گواہی دیتا ہے۔ کما قال المسیح الموعودؑ ؎

طعناں بر پاکان نہ بر پاکان بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

حیرت ہے۔ کہ خدا کے اس محبوب انسان میں عیب تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جسے خدا نے یوسف کہا۔ ہر شادی شدہ انسان پر اس کی بیوی ایک نہایت بیدار چشم رقیب ہوتی ہے۔ خدا کا یہ محبوب اپنے چوبیس گھنٹے ایک ایسے مکان میں گذارتا ہے۔ جس کے ایک راستے پر چار نہایت شریف۔ بیدار مغز۔ بیدار چشم رقیب بیٹھے ہیں۔ اور دوسرے راستے پر پرائیویٹ سیکرٹری۔ اور اس کا آٹھ دس کلارکوں کا عملہ۔ ہر اوپر جانے والے شخص سے پرسش کے بعد اُسے اوپر جانے کی اجازت دیتا ہے۔ اس خدا کے پیارے کے علم انتظامی اور روحانی مشاغل کا کوئی شخص اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس پر ناکام بفطرت طعنہ زن اپنی ناکامی کے حسد میں جلا ہوا ایسے الزامات لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ جن کی درستی کی امکانی طور پر بھی کوئی گنجائش نہیں ؎

اے پیکرِ جمال تو ماہِ تمام ہے

(نتیجہ فکر جناب حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی)

اے مُحترم امام تو عالی مقام ہے
اللہ کا خلیفہ ہے برحق امام ہے

احسان اور حُسن میں احمد کا ہے مثیل
اے پیکرِ فیوض تو ماہ تمام ہے

اللہ کے مسیح کا تو جانشین ہے
فرزندِ ارجمند ہے ذی احترام ہے

تبلیغ کر رہا ہے شب و روز دین کی
پہنچا رہا خدا کا ہر اک جا پیام ہے

کرتا ہے نفخِ روح مسیحا نفَس ہے تُو
مُردے ہوں جس سے زندہ وہ تیرا کلام ہے

ملجا ہے تو ہر ایک امیر و غریب کا
ہر چھوٹے اور بڑے پہ تیرا فیضِ عام ہے

تجھ سا فصیح اور ذہین و ذکی کہاں
تجھ پر ہر ایک خوبی کا اب اختتام ہے

تجھ سا جہاں میں آج مُعلّم ہے اور کون
لاکھوں کی تربیت کرے یہ کس کا کام ہے

تو واقفِ رموز ہے اور ماہرِ علوم
تجھ پر عیاں ہر ایک حلال و حرام ہے

یہ تیری خوبیوں پہ ہے واللہ اک دلیل
حاسد جو ہو رہا ترا اہر بدلگام ہے

دنیا کے بادشاہ ترے در کے ہوں غلام
اللہ سے یہ میری دعا صبح و شام ہے

سایہ ترا ہمارے سروں پر رہے مدام
جب تک جہاں میں شمس و قمر کا قیام ہے

ایسی بہت سی جوبلی آئیں خدا کرے
موجود جب تلک کہ یہ شمسی نظام ہے

ہے توتیائے چشم تری خاک پا مجھے
کوچہ ترا مرے لئے دار السّلام ہے

آیا ہے عرض لے کے تری بارگاہ میں
حافظ سلیم اٹاوی جو ادنیٰ غلام ہے

اس پر بھی ایک لطف کرم کی نگاہ ہو
اے وہ کہ جس کا "میرزا محمودؔ" نام ہے

مسیحی انوار کا حامل وجود

اللہ تعالیٰ نے اپنے بے انتہا فضل و کرم کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو جو فضائل عطا فرمائے ہیں۔ اُن میں سے ایک اہم ترین فضیلت یہ ہے۔ کہ آپ مسیحی انوار اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کے ارفع و اعلیٰ مقام کے متعلق جو الہامات نازل فرمائے۔ اُن میں آپ کو "مسیحی نفس" قرار دیا گیا ہے۔ (تذکرہ ص۱۳۹) خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی"
(ازالہ اوہام ص۱۵۶)

پھر آپ نے اس بات پر اور زیادہ زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے" (ازالہ اوہام ص۴۱۸)

غرض آپ مسیحی کمالات اور مسیحی انوار و برکات کے حامل ہیں۔ اور آپ کا وجود باجود اہلِ زمین کیلئے بے انتہا فیوض کا موجب ہے۔

حسن و احسان میں نظیر

پھر یہیں تک بس نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی جو مسیح اوّل سے بدرجہا بڑھکر ہیں۔ حسن و احسان میں نظیر قرار دیا ہے۔ چنانچہ

الف۔ ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کے مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اس الہام کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ یخلق ما یشاء وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"

ب۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار میں اس الہام الٰہی کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔ کہ:۔

"وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے۔ جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے"

ج۔ ازالہ اوہام میں خبر ان الفاظ میں درج ہے کہ

"ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا"
(ص۶۳۵)

پس آپ کو نہ صرف مسیح اوّل سے مماثلت حاصل ہے بلکہ حسن و احسان میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی نظیر ہیں۔ اور واقعات پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے۔ کہ آپ حسن اور احسان دونو پہلوؤں کے لحاظ سے اس پیشگوئی کے صحیح مصداق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظیر ہیں۔

شکل و صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشابہت

حسن ظاہری شکل و صورت کی دلکشی۔ اعضاء کے تناسب اور ان کی رعنائی و دلکشی کا نام ہے۔ پس ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا آپ کو ظاہری حسن حاصل ہے۔ اور کیا یہ ظاہری حسن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حُسن کے مشابہ ہے؟

اس امر سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ احمدیت کا کس قدر دشمن یا خلافتِ ثانیہ سے بغض و عناد رکھنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف روحانی حسن سے آپ کو نوازا۔ بلکہ ظاہری حسن و جمال سے بھی آپ کو حصۂ وافر عطا فرمایا ہے۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا جبکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو "یوسف" بھی قرار دیا تھا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ خصوصیت تمام عالم پر عیاں ہے۔ کہ آپ کی شکل و صورت دلکش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن الہامات میں "یوسف" قرار دیا ہے۔ اور جن کے نتیجہ میں اُس نے آپ کو "حُسن" کی دولت سے مالامال فرمایا۔ وہ یہ ہیں:۔

الف۔ "انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون۔"
(تذکرہ ص۸۵ و ص۶۰۵)

ب۔ "انظر الی یوسف واقبالہ" (تذکرہ ص۱۳۰)

ج۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو کچے تھے وہ مصلح موعود کے ملنے سے ناامید ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہیگا۔ یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا۔ یا مر جائے گا" (تذکرہ ص۱۶۶)

د۔ اشعار میں فرماتے ہیں ؎

"اب تو خوشبو آرہی ہے میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار"

پس آپ کا حسین ہونا بھی آپ کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ کیونکہ الہامات الٰہیہ میں آپ کو یوسف قرار دیا گیا تھا۔ اور جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ اس حسن کا آپ کے اندر پایا جانا ایسا بدیہی ہے۔ کہ اس کے متعلق سوائے اس کے کچھ اور کہنا تحصیل حاصل ہے۔ کہ

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

رہی یہ بات کہ آپ حُسن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہیں۔ سو یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل امور سے ظاہر ہے۔

جسم اور قد

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم دبلا نہیں تھا۔ نہ آپ بہت موٹے تھے۔ البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ۔ تمام جسم کے اعضاء میں ایک تناسب پایا جاتا تھا۔ یہ نہیں۔ کہ پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو۔ یا ہاتھ بے حد لمبے ہوں۔ غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہیں پائی جاتی تھی۔ آپ کا جسم پلپلا اور نرم نہ تھا۔ بلکہ مضبوط اور جوانی کی سختی لئے ہوئے تھا۔ ان تمام امور کو اگر ایک ایک کر کے دیکھا جائے۔ تو ان میں سے ہر ایک بات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے جسم اطہر میں پائی جاتی ہے۔ حضور بھی نہ بہت موٹے ہیں نہ دبلے۔ آپ بھی دوہرے جسم کے ہیں۔ آپ کے بھی کندھے چوڑے اور چھاتی کشادہ ہے۔ آپ کے تمام اعضاء میں بھی ایک تناسب پایا جاتا ہے۔ اور کسی قسم کی بدصورتی نظر نہیں آتی۔ جسم بھی نرم نہیں۔ بلکہ مضبوط اور سخت ہے۔ پس اس پہلو کے لحاظ سے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشابہت تامہ حاصل ہے۔

رنگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رنگ اگرچہ نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ مگر جو چیز آپ کے چہرۂ مبارک پر نمایاں طور پر ہر شخص کو نظر آتی تھی وہ یہ ہے۔ کہ کبھی کسی صدمہ رنج۔ دکھ اور مصیبت کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ ہمیشہ آپ کا چہرۂ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ یہ مشابہت بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو کامل طور پر حاصل ہے۔ کیونکہ بارہا حضور سخت بیمار ہوئے۔ مگر جب بھی باہر نکلے ہم نے حضور کے چہرہ مبارک کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا دیکھا۔ اسی طرح سخت سے سخت ابتلاء آئے۔ مگر کسی ابتلا اور مصیبت کے ایام میں آپ کے چہرہ کا رنگ ہم نے زرد نہیں دیکھا۔ احرار کی شورش جن دنوں زوروں پر تھی۔ جماعت کا ہر شخص فکر و غم میں مبتلا تھا۔ اور چہرے بتلاتے تھے۔ کہ کوئی بہت بڑا مقابلہ ہے۔ جو جماعت کو درپیش ہے۔ مگر خدا گواہ ہے۔ ان نازک ایام میں بھی ہم نے آپ کے چہرہ پر ہمیشہ انوار کو درخشندہ پایا۔ بشاشت اور طمانیت آپ کے چہرہ سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہوتی اور تبسم آپ کے ہونٹوں پر کھیلتا رہتا۔

ریش مبارک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ریش مبارک اچھی گھنی تھی۔ اور وہ آپ کے چہرہ کے تینوں طرف تھی۔ یہ نہیں۔ کہ صرف ٹھوڑی پر ہو۔ یا بال اتنے زیادہ ہوں۔ کہ آنکھوں تک پہنچ جائیں۔ یہی حال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ریش مبارک کا ہے۔ حضور کی ڈاڑھی بھی چہرہ کے تینوں طرف ہے۔ اور نہایت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔

آنکھیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ مگر پپوٹے اس وضع کے تھے۔ کہ ہمیشہ قدرتی غض بصر کے رنگ میں رہتی تھیں۔ اسی لئے جب آپ گھر میں بھی بیٹھتے۔ تو اکثر آپ کو یہ معلوم نہ ہوتا۔ کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بھی بالکل اسی وضع کی ہیں۔ اور آپ کے پپوٹے بھی ایسے ہیں۔ کہ آنکھیں جھکی رہتی ہیں۔ چنانچہ

ایک دفعہ اخبار "الفضل" میں شائع ہُوا تھا۔ کہ ایک احمدی دوست کی لڑکی حضرت امیر المومنین کے درس میں شامل ہُوئی۔ اور جب وہ گھر گئی۔ تو اپنے اَبّا سے کہنے لگی۔ کہ کیا حضرت صاحب کو نظر نہیں آتا۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ کیا بات ہے۔ تو اس نے بتایا۔ کہ وہ تو دیکھتے ہی نہیں۔ اسی قسم کے بعض واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی مشہور ہیں۔

پیشانی اور سر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشانی بہت کشادہ تھی۔ اسی طرح آپ کا سر بھی بہت بڑا تھا۔ اور یہ دونوں باتیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ آپ کی پیشانی بھی کشادہ ہے۔ جس سے نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت ٹپکتی ہے۔ اسی طرح آپ کا سر بھی بڑا ہے۔ اور علم قیافہ کی رُو سے ایسی پیشانی اور سر کا ہونا انسان کی اعلیٰ درجہ کی صفات اور اس کے بلند اخلاق کا ثبوت ہوتا ہے۔

رخسار لب اور گردن

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے رخسار نہ پچکے ہُوئے تھے اور نہ اتنے موٹے تھے۔ کہ باہر نکلے ہُوئے ہوں۔ اسی طرح آپ کے لب گو پتلے نہ تھے۔ مگر اتنے موٹے بھی نہ تھے۔ کہ بُرے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب آپ بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہیں رہتا تھا۔ اسی طرح آپ کی گردن لمبائی اور موٹائی میں متوسط تھی۔ یہی خصوصیات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ حضور کے رخسار بھی ایسے نہیں کہ ہڈیاں ابھری ہُوئی ہوں۔ یا گال پچکے ہُوئے ہوں۔ یا اتنے موٹے ہوں۔ کہ باہر نکلے ہُوئے ہوں۔ آپ کے لب مبارک اور گردن کی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے مشابہت ہے۔

صفائی

حسن کے ساتھ صفائی اور زیب و زینت کا بھی تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان امور میں توغل نہیں تھا۔ مگر آپ غسل جمعہ۔ حجامت مسواک۔ روغن۔ خوشبو۔ کنگھی اور آئینہ وغیرہ کا استعمال مسنون طریق پر فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ امر ظاہر و باہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی نفاستِ طبع بھی ان تمام امور مسنونہ کو ملحوظ رکھتی ہے۔

غرض حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ظاہری شکل و صورت کے اعتبار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح معنوں میں نظیر ہیں۔ آپ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت اور استکبار نہیں۔ بلکہ فروتنی اور محبت کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ اور آپ کے علاوہ اس وقت تمام جماعت میں کوئی شخص ایسا نہیں۔ جو آپ سے بڑھکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی صورت کے مشابہ ہو۔ حتیٰ کہ گفتار اور رفتار میں بھی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے مماثلت حاصل ہے آپ اس قدر تیز چلتے ہیں۔ کہ مضبوط نوجوان جو آپ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ہانپنے لگ جاتے ہیں۔ اور یہی رنگ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی رفتار کا تھا۔ پس آج جس نے **احمد** کو دیکھنا ہو۔ وہ **محمود** کو دیکھ لے۔ کیونکہ آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے حسن میں نظیر ہیں۔

احسان کی وسعت

احسان کا لفظ حُسن سے بہت زیادہ وسعت اپنے اندر رکھتا ہے۔ کیونکہ حُسن صرف ظاہری خوبیوں کو کہا جاتا ہے۔ مگر احسان باطنی خوبیوں کا نام ہے اور یہ امر ہر شخص جانتا ہے۔ کہ باطنی خوبیاں ظاہری خوبیوں سے بہت زیادہ وسعت رکھتی ہیں۔ پس الہام الٰہی میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "احسان میں نظیر" قرار دینے کا مفہوم یہ تھا۔ کہ آپ اپنی باطنی خوبیوں اور کمالات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مشابہ ہوں گے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا اپنے دوستوں سے سلوک تھا۔ ویسا ہی سلوک آپ کا اپنے دوستوں سے ہو گا۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام دشمنوں سے عفوو درگذر فرماتے رہے۔ اسی طرح آپ اپنے دشمنوں کو معاف کرتے رہیں گے۔ اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف دشمنوں کے قصوروں سے چشم پوشی فرماتے بلکہ اُن پر مزید احسانات فرماتے۔ اسی طرح آپ بھی اپنے دشمنوں سے احسان کا سلوک فرمائیں گے۔ اور پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تکالیف پر ہمیشہ صبر سے کام لیا۔ اسی طرح آپ صبر سے کام لینگے۔ غرض وہ تمام اخلاق جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے ظاہر ہُوئے۔ وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ظاہر ہوں گے۔ اس لحاظ سے اگر غور کرکے دیکھا جائے۔ تو ہمیں اس پہلو میں بھی آپ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے نظیر نظر آتے ہیں۔ اور حسن اخلاق میں آپ کا وہی رنگ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ مگر چونکہ ایک ایک خلق کی اگر مثالیں پیش کی جائیں تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ اسلئے مختصراً ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

قادیان کے احرار پر احسان

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سیرت طیبہ میں ایسے کئی واقعات پائے جاتے ہیں۔ کہ آپؑ نے اپنے جانی دشمنوں پر احسانات کئے۔ اور جب کبھی وہ کسی خطرناک مصیبت میں مبتلا ہُوئے۔ آپ نے ان کی اعانت فرمائی۔ اسی قسم کے حسن سلوک کے واقعات سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی حیات طیبہ لبریز ہے۔ احرار نے گذشتہ سالوں میں سلسلہ احمدیہ کو مٹانے اور اس کی عظمت اور وقار کو زائل کرنے کے لئے جو جو کوششیں کیں۔ وہ کسی شخص سے پوشیدہ نہیں۔ قادیان کے احرار نے بھی زور لگایا۔ کہ وہ قادیان کو جو احمدیت کا مرکز ہے۔ لوگوں کی نگاہ میں گرادیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی محبوب ترین ہستی حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر ایک کینہ شخص کے ذریعہ لاٹھی سے حملہ کرا دیا۔ اور جھوٹے مقدمات دائر کرکے احمدیت کو نقصان پہنچانے کی تدبیر سے کام لیا۔ مگر باوجود مقامی احرار کی ان ناپاک تدابیر گندے عزائم اور شرمناک منصوبوں کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نہایت وسعت حوصلہ سے کام لیتے ہُوئے اور احسان اور حسن سلوک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر بنتے ہُوئے قادیان کے احرار کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ:۔

"احرار دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اٹھارہ گھماؤں زمین قادیان میں خریدی ہُوئی ہے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو احرار اس میں سے ایک گھماؤں زمین قبرستان کے لئے ان کو دے دیں۔ اور اس زمین کی قیمت مجھ سے وصول کرلیں۔ اور اگر وہ انہیں زمین دینے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو وہ مجھے لکھ دیں۔ کہ احرار ہمیں قیمتاً بھی زمین نہیں دیتے۔ پھر میں ان کو خود بخود زمین دیدونگا۔"

اور حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ:۔

"اس کا بوجھ جماعت احمدیہ پر نہیں۔ بلکہ میری ذات پر ہوگا۔"

(دیکھو الفضل جلد ۲۴ نمبر ۱ مورخہ یکم جولائی ۱۹۳۶ء)

اسی طرح حضور نے یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں جو ۹ ستمبر ۱۹۳۹ء کے الفضل میں شائع ہُوا فرمایا کہ:۔

"میں اس بات کے لئے تیار ہوں۔ کہ مقامی احرار کو نماز عید اور استسقاء کے لئے چار کنال زمین دے دوں۔ مگر شرط یہ ہوگی۔ کہ وہ اسے ہمارے خلاف استعمال نہ کرسکیں گے۔"

حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ:۔

"اگر وہ اس تجویز کو مان لیں تو میں وہاں رہٹ والا کنواں بھی لگوا دونگا بلکہ پھلدار درخت لگانے کے لئے کچھ زائد زمین بھی دے دوں گا۔ تاکہ ضرورت کے وقت وہ لوگ سایہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اور پھلوں کی آمد سے محافظ کا خرچ بھی کسی قدر نکلتا رہے۔"

غور فرمایئے۔ یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ کیا آج دنیا میں اپنے دشمنوں سے حسن سلوک کی اس سے زیادہ شاندار مثال کوئی نظر آسکتی ہے۔ یقیناً تاریخ کے اوراق میں اگر ایسی مثالیں تلاش کی جائیں۔ تو بہت شاذ نکلیں گی۔ اور انہی لوگوں کی زندگی میں ثابت ہوں گی۔ جو خدا تعالےٰ کے مقربین ہوتے ہیں۔ پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا مقامی احرار کی شدید مخالفت کے باوجود اُن پر اس قدر احسانات کی پیشکش حضور کے احسان کے باب میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے نظیر ہونے کا ایک روشن ثبوت ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی ایسے واقعات نظر آتے ہیں۔ کہ حضور نے اپنے جانی دشمنوں کو نہ صرف معاف کیا۔ بلکہ ان پر مزید احسان فرمایا۔

عفوو درگذر

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اخلاق کا ایک نمایاں وصف دشمنوں سے عفوو درگذر کرنا تھا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں ؎

وکم من عدٍّ جدّ بعد ما اکمل الاذیٰ
اَتانی فلما اصحر دما کنت اصحر

کہ کتنے ہی دشمن ہیں جنہوں نے مجھے تکلیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر جب وہ میرے پاس آئے۔ تو میں اُن سے بدخلقی یا ترش روئی سے پیش نہ آیا۔ بلکہ اُن سے محبت اور پیار کا سلوک کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اس اخلاقی قوت کا نمونہ بھی آپ کے نظیر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات والاصفات میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور نے کئی لوگوں کو نظام سلسلہ کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے جماعت سے خارج کیا۔ مگر جب بھی انہوں نے توبہ کی۔ حضور نے انتہائی فراخدلی سے کام لیتے ہُوئے انہیں معاف فرما دیا۔ اور پھر اپنی جماعت میں ان کو شامل ہونے کا شرف بخش دیا۔ حالانکہ وہ حضور کو ایسی ایسی تکالیف پہنچا چکے ہوتے ہیں۔ کہ اگر کوئی دنیادار ہو۔ تو کئی پشتوں تک کینہ رکھتا چلا جائے۔ پھر اس عفوو درگذر کا دوسرا نمونہ یہ ہے۔ کہ آپ کو کئی لوگوں کی خلاف اسلام یا خلاف نظام سلسلہ حرکات کا علم ہوتا ہے۔ مگر حضور انہیں ڈھیل دیتے چلے جاتے ہیں۔ تاکہ اس عرصہ میں اُن کو ہدایت حاصل ہو جائے۔ اور وہ اپنے ناپاک عزائم سے باز آجائیں۔ چنانچہ حضور نے ایک دفعہ منافقین کا ذکر کرتے ہُوئے فرمایا:۔

"میں ان میں سے بعض کے متعلق دس دس سال سے جانتا ہوں۔ بعض کے متعلق دو سال اور بعض کے متعلق ایک سال سے مجھے علم ہے۔ مگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنی چالاکی سے گذارہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اُن کا گذارہ صرف میرے عفو اور درگذر سے ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے آج سے دس سال چار سال۔ دو سال۔ ایک سال اور اگر وہ حدیث العہد ہیں۔ تو چھ ماہ قبل بھی توفیق تھی۔ کہ اُن کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دوں۔"

(الفضل جلد ۲۵ ع۹۸)

غرض عفوو درگذر کے باب میں بھی آپ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے نظیر ہیں۔

صبر

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اخلاق عالیہ میں سے ایک نمایاں خُلق صبر ہے۔ آپ کو دشمنان سلسلہ نے انتہا درجہ کی تکالیف پہنچائیں۔ مگر آپ ہمیشہ خود بھی صبر سے کام لیتے رہے۔ اور آپ نے جماعت کو بھی یہی نصیحت فرمائی۔ کہ ؎

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اسی طرح فرمایا:۔

"اگر تم ان گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو۔ تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ کہ تمہارے ساتھ ہُوئی۔ اور پہلے کسی سے نہیں ہُوئی۔ ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا میں قائم ہُوا۔ ضرور دنیا نے اس سے دشمنی کی ہے۔ سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو۔ ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کریں

سو خبردار رہو۔ نفسانیت تم پر غالب نہ آئے۔ ہر ایک سختی کو برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔ تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے۔"

(نسیم دعوت صفحہ ۷۲)

ایک اور موقعہ پر آپ نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دیکھو آج میں کھلے کھلے لفظوں سے آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں۔ اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں۔ اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دُور رکھیں۔ اور ایسا نمونہ دکھلائیں۔ جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔"

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶۷ و ۱۷۰)

بعینہ اسی رنگ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بارہا اپنی جماعت کو صبر کی تلقین کی ہے۔ بلکہ ایک دفعہ حضور نے اپنے صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کے متعلق ذکر کیا تھا۔ کہ:۔

"وہ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں ایک لڑائی میں شامل ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ اُسے کسی نے تھپڑ مار دیا تھا۔"

آپ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"مجھے اس امر کا سخت صدمہ ہوا۔ اور میں نے اسے اس پر زجر کی۔ اور کہا کہ کسی سے مار کھا کر مار لینا تو ایک شریف ہندو اور ایک شریف عیسائی سے بھی متوقع ہے۔ تم جو مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد سے ہو۔ تم نے کیوں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل نہ کیا۔ کہ ع

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو"

(الفضل ۲۰ راگست ۳۷ء)

اسی طرح آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اشتعال کے موقعہ پر ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔ پس اپنے ایمانوں کو درست رکھو۔ اور کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کرو۔ جو اسلام اور شریعت کے خلاف ہو۔"

(الفضل ۲۴ جولائی ۳۷ء)

پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا تھا۔ کہ:۔

"جو شخص فتنہ و فساد سے مجتنب رہکر صبر اور برداشت کا اعلیٰ نمونہ نہیں دکھلاتا۔ ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں۔ اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ جو اس پر عمل نہ کرے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۷۰)

اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کے نظیر ہیں فتنہ مصری کے دوران میں فرمایا۔ کہ:۔

"اگر کسی احمدی کی نسبت ثابت ہوا۔ کہ وہ فساد کرتا یا اس میں شامل ہوتا ہے۔ تو اُسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔"

(الفضل ۱۰ راگست ۳۷ء)

ایک سائل کا واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا یہ ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ آپ کے پاس ایک دفعہ کوئی سائل آیا۔ اور آپ نے اسے کچھ دینے کا ارادہ بھی فرمایا۔ مگر پھر بھول گئے۔ اور وہ بھی اِدھر اُدھر غائب ہو گیا گھر جا کر آپ کو یہ بات یاد آئی۔ تو آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور بار بار اس کی تلاش کے لئے لوگوں کو فرمایا۔ آخر خدا خدا کر کے وہ کہیں سے آ گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کچھ دینا چاہتے تھے۔ وہ آپ نے اُسے دیدیا۔ تب کہیں آپ کو سکون اور اطمینان نصیب ہوا۔

بعینہ اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا بھی ہے۔ جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔ جب آپ یورپ تشریف لے جانے کے لئے بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے تو اس وقت جب کہ آپ حجرہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔

"ایک قلی بر رنگ سائل پیش ہوا۔ اور کچھ مانگا۔ جہاز کے ایک افسر نے جو اس قسم کے لوگوں سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اس کو گردن سے پکڑا اور دھکے مارتا ہوا باہر لایا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو اس سلوک نے بے قرار کر دیا اور آپ اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاز کے قانون کو مدنظر رکھکر اس افسر کو تو کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ آگے آگے وہ مارتا ہوا لئے جا رہا تھا۔ اور پیچھے پیچھے آپ دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ اور جب تک اسے جا کر کچھ دے نہ لیا۔ صبر نہیں آیا۔"

(الفضل ۹ راگست ۲۴ء)

اسی طرح اخلاق کے ہر شعبہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مماثلت حاصل ہے۔ اور عقل و خرد سے کام لینے والے کو سینکڑوں نظائر مل سکتے ہیں۔ مگر طوالت کے پیش نظر ان مثالوں کو بجائے اب بعض اور نمایاں مشابہتیں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلی زندگی

— اور —

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلی زندگی کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو بعد میں سلسلہ احمدیہ کے شدید دشمن بن گئے۔ براہین احمدیہ پڑھکر یہ رائے لکھی تھی۔ کہ:۔

"براہین احمدیہ کا مؤلف اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔"

اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خلافت سے پہلی زندگی کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے جو بعد میں خلافت ثانیہ کے شدید دشمن بن گئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ایک مضمون پڑھکر یہ رائے لکھی۔ کہ:۔

"اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ اُنیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور اُمنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں تو اعلیٰ تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال اُن کے دلوں میں ہو گا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے.... اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افترا ہے۔ تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا۔ نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی۔ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۳)

گویا جس طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات اسلام کو بے نظیر قرار دیا۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر کی خدمات دینیہ کو بے نظیر قرار دیا۔ مگر افسوس جس طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بعد میں سلسلہ کے شدید ترین دشمن ہو گئے۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب خلافت ثانیہ کے دشمن ہو گئے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اس مشابہت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"عجیب بات ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں مولوی محمد حسین نے ریویو لکھکر اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ اسی طرح میرے مقابلہ میں مولوی محمد علی صاحب نے میرے اس مضمون پر ریویو لکھ کر جس میں مسیح موعود کو نبی لکھا گیا تھا اپنے ہاتھ کاٹ لئے ہیں۔"

(عرفان الٰہی صفحہ ۹)

مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی شہادت

مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے بھی ۱۹۱۰ء کے جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین کے متعلق کہا:۔

"الہامات میں سے ایک الہام یہ بھی تھا۔ کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق و العلا۔ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ جو مسیح موعود کے بارے میں ہے۔ کہ یتزوج و یولد لہ۔ یعنی آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہو گا۔ چنانچہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا۔ اور سنایا ہے۔ اور جس قدر معارف اور حقائق بیان کئے وہ بے نظیر ہیں۔"

(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

یہ شہادت بھی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی اس شہادت سے ملتی جلتی ہے۔ جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق دی۔ اور اس سے بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہونا ثابت ہے۔

وفات کی جھوٹی افواہ

جون ۳۰ء میں بعض دشمنانِ سلسلہ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی وفات کی خبر لوگوں میں مشہور کر دی تھی۔ اور اخبار ٹریبیون ۳۔ جون نے اس کو شائع بھی کر دیا۔ جس پر جماعت میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اور گو وقتی طور پر اس خبر سے جماعت کو سخت صدمہ پہنچا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹی افواہ کے پردہ کے پیچھے بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مماثلت کا ایک اور ثبوت مہیا کر دیا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی بعض دشمنوں نے یہ خبر مشہور کر دی تھی۔ کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ الفضل ۵ جون ۱۹۳۰ء میں یہ الفاظ درج ہیں:۔

"آج (۳ر جون) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نماز ظہر کے بعد دیر تک مسجد میں تشریف فرما رہے اور ملک کے مختلف اطراف سے آنے والے احمدی احباب سے گفتگو فرماتے رہے۔ اثناء گفتگو میں فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور سنت پوری ہوئی۔ آپ کے متعلق بھی دشمنوں نے زندگی میں یہ خبر مشتہر کر دی تھی۔ کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔"

چندوں کے مصارف پر اعتراض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بعض منافق طبع انسان ہمیشہ چندوں کے مصارف کے بارہ میں اعتراضات کرتے رہتے تھے۔ جس پر آپ نے ایک دفعہ فرمایا:۔

"میں بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دل میں رکھتا ہے۔ اس پر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ جبکہ خدا مجھے بکثرت

کہتاہے۔ گویا ہر روز کہتاہے۔ کہ میں ہی بیچتا ہوں جو آتاہے۔ اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا۔ تو دوسرا کون ہے۔ جو مجھ پر اعتراض کرے۔" (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظیر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ پر بارہا منافقوں نے چندہ کے مصارف کے بارہ میں اعتراضات کئے۔ حتیٰ کہ آپ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ہی کہنا پڑا کہ:۔

"تم پر حرام ہے۔ کہ آئندہ ایک پیسہ بھی سلسلہ کی مدد کے لئے دو اور گو میری عادت نہیں کہ میں سخت لفظ استعمال کروں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ اگر تم میں ذرہ بھی شرافت باقی ہو۔ تو اس کے بعد ایک دمڑی تک سلسلہ کے لئے نہ دو۔ اور پھر دیکھو کہ سلسلہ کا کام چلتا ہے یا نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے میری نصرت کے سامان پیدا فرمائیگا۔ اور غیب سے ایسے لوگوں کو الہام کریگا جو مخلص ہوں گے۔ اور جو سلسلہ کے لئے اپنے اموال قربان کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھیں گے۔" (الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

دشمنوں کے مقابلہ میں پُر زور تحدّی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا تحدّی کے طور پہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے دشمن ناکام و نامراد ہوں گے۔ اور خدا مجھے کامیاب و بامراد کرے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ نادان مخالف خیال کرتاہے۔ کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی۔ اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر یہ نادان نہیں جانتا۔ کہ جو آسمان پر قرار پا چکاہے زمین کی طاقت میں نہیں۔ کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے۔ اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتاہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ وہ اس سلسلہ کو چلائے اور بڑھائے اور ترقی دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔ ہر ایک مخالف کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگائے۔ اور پھر دیکھے کہ انجامکار وہ غالب ہُوا یا خدا۔ ... یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اُس کو شناخت نہ کرے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳)

اسی طرح آپ نے اشعار میں مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

کہ اے وہ شخص جو مجھے کاٹنے اور تباہ و برباد کرنے کے لئے کلہاڑے اور تبر اٹھا اٹھا کر میری طرف دوڑ رہاہے۔ تو خدا سے جو میرے باغ کا باغبان ہے ڈر۔ اور جان لے کہ میں پھل دار شاخ ہوں۔ اور کسی شخص کی یہ طاقت نہیں۔ کہ وہ مجھے کاٹ سکے۔

بعینہٖ اسی قسم کے جلالی الفاظ بارہا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے استعمال فرمائے۔ اور اس طرح آپ کا حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہونا ثابت ہوگیا آپ بھی فرماتے ہیں

(ا) "میں واضح سے واضح الفاظ میں دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ اگر ان مقابلوں میں مجھے زک پہنچ جائے۔ یا میری قائم کی ہُوئی باتیں نیست ہو جائیں۔ تو یقیناً میں جھوٹا ہوں گا۔"

(ب) "میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس امر میں شک نہیں کر سکتا۔ کہ کسی میدان میں خدا تعالےٰ کے فضل سے مجھے شکست نہیں ہو سکتی۔"

(ج) "تم میں سے اکثر لوگ زندہ ہوں گے۔ کہ تم ان تمام فتنوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑتے دیکھوگے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور اسکے جمال کی مدد سے سلسلہ احمدیہ ایک مضبوط چٹان پر قائم ہو جائے گا۔" (الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا۔ کہ ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ فیصلہ کر چکاہے۔ کہ وہ مجھ سے احیاء اسلام کا کام لے۔ اور اسلام کی عظمت کو میرے ذریعہ سے قائم کرے۔ اور یہ کام ہو کر رہیگا جلد یا بدیر۔ مبارک ہے وہ جو اس کام میں میرا ہاتھ بٹاتاہے اور افسوس اس پر جو میرے راستہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ میرا نہیں۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔ جس نے مجھ سے گنہگار کو اپنے جلال کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ کاش وہ توبہ کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کے اشارہ کو سمجھتا۔ کاش وہ اپنے آپ کو اس خطرناک مقام پر کھڑا نہ کرتا۔ کیونکہ اس قسم کے اعتراضوں سے وہ جس مصیبت کو اپنے اوپر سے ٹلانا چاہتاہے۔ وہ اس سے ٹلتا نہیں۔ بلکہ ان کی وجہ سے اپنے آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے لے آتا ہے۔ میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اخلاص اور درد کے ساتھ اسے بھی کہتا ہوں۔ کہ ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم (الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

گویا جو الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے وہی الفاظ آپ کے نظیر کی زبان سے نکلے۔ اور اس طرح دونوں کی مماثلت ظاہر ہو گئی۔

مخرجین کا فتنہ

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بعض فتنہ پردازوں کے متعلق یہ اعلان کرنا پڑا تھا۔ کہ میں انہیں جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ اسی طرح حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے عہد خلافت میں بھی ایسے واقعات رونما ہوئے۔ کہ آپ کو بعض فتنہ پرداز جماعت سے خارج کرنے پڑے۔ اور اس طرح مخرجین کے فتنہ کے رنگ میں بھی آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مماثلت ظاہر ہو گئی +

رؤیاء و کشوف سے صداقت کا اظہار

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اللہ تعالےٰ نے سینکڑوں لوگوں پر رویاء و کشوف کے ذریعہ ظاہر کی تھی۔ اسی طرح حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صداقت بھی سینکڑوں لوگوں پر رویاء و کشوف کے ذریعہ ظاہر ہُوئی۔ اور سینکڑوں لوگوں نے عالم رویاء میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شبیہہ مبارک میں دیکھا۔ پس اس رنگ میں بھی آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک نمایاں مشابہت ہے۔

قیامت تک منکرین پر غلبہ کی پیشگوئی

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا۔ کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ (تذکرہ ص۱۰۰) کہ میں تیرے تبعین کو قیامت تک تیرے منکرین پر غالب رکھوں گا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو الہاماً فرمایا۔ کہ ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ (الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۷ء) کہ وہ لوگ جو تیرے متبع ہوں گے۔ انہیں قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ رہیگا۔

ایک ناصر دین لڑکے کی بشارت

پھر جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک عظیم الشان ولد صالح کی خوشخبری دی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو جو حسن و احسان میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نظیر ہیں ایک ناصر دین لڑکے کی بشارت دی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"مجھے بھی خدا تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا۔ جو دین کا ناصر ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔" (الفضل جلد ۲ عدد ۱۲۴ مورخہ ۸ اپریل ۱۹۱۵ء)

اعانت قتل کا مقدمہ
— اور —
عدالت عالیہ لاہور کا فیصلہ

پھر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک اور نمایاں مشابہت یہ ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعانت قتل کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اسی طرح شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی طرف سے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسا مقدمہ دائر کیا گیا۔ اور پھر اس ضمن میں خدا تعالےٰ نے اور بھی کئی مشابہتیں نمایاں فرما دیں۔ چونکہ یہ ایک اہم مماثلت ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے الفاظ ہی پیش کئے جائیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"جس طرح مجھ پر مصری نے اعانت قتل کا مقدمہ دائر کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ایسا مقدمہ کیا گیا تھا۔ میری نسبت کہا گیا ہے۔ کہ میں نے ایسی تقریر کی۔ جس کے نتیجہ میں قتل ہُوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت کہا گیا تھا۔ کہ آپ نے ایک آدمی بھیجا ہے۔ کہ فلاں شخص کو قتل کرا دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقدمہ کا ذکر اپنی کتاب کتاب البریہ میں کیاہے۔ اور اسکے آخر میں اس مقدمہ کی روئداد اور پھر فیصلہ درج کر دیاہے۔ اور اسے اپنا معجزہ اور انگریزی انصاف کا نمونہ قرار دیاہے۔ اس فیصلہ کے آخر میں اس جج نے جسے انگریزی زمانہ کا پیلاطوس بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کہا جاتاہے۔ یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

"ہم اس موقعہ پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا ہے۔ اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ باضابطہ طور سے تنبیہ کرتے ہیں۔ کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہُوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتاہے۔ کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے۔ جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔ جو اثر کہ اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا۔ اسکی ذمہ داری ان پر ہی ہوگی۔ اور ہم انہیں تنبیہ کرتے ہیں۔ کہ جب تک وہ زیادہ میانہ روی کو اختیار نہ کریں گے۔ وہ قانون کے رُو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اس کی زد کے اندر آ جاتے ہیں۔" (ص۲۶۱) اس فیصلہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام معجزانہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس میں اصل الزام کو غلط قرار دیا گیاہے۔ مگر دیکھو۔ کہ اس فیصلہ

میں ویسے ہی نقطہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں لکھے گئے ہیں۔ جیسے مقدمہ بنام عزیز احمد میں میری نسبت لکھے گئے ہیں۔ بلکہ مسٹر ڈگلس کے لفظ زیادہ سخت ہیں۔ کیپٹن ڈگلس نے بھی یہ لکھا ہے۔ کہ بے علم مرید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے دھوکا کھا سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور ہائی کورٹ نے بھی عام واعظانہ رنگ میں یہ بات لکھی ہے کہ مذہبی لیڈروں کو احتیاط کرنی چاہیئے ...... پس اس واقعہ سے تو میری حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ مجھ پر اعتراض پڑتا ہے۔ بلکہ عقلمند انسان کے لئے تو اس فیصلہ میں ایک سے زیادہ مشابہتیں ہیں۔ (۱) وہ مشابہت جو میں بتا چکا ہوں۔ یعنی ایک ہی قسم کے الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اور میرے متعلق عدالت نے استعمال کئے ہیں۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی سازش قتل کا الزام لگایا گیا اور میرے متعلق بھی اور اسی سلسلہ میں الفاظ لکھے گئے۔ (۳) جن مجسٹریٹ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کئے تھے۔ ان کا نام کیپٹن ڈگلس تھا۔ اور جس جج نے میرے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ان کا نام بھی سر ڈگلس ہے ...... کہا جا سکتا ہے۔ کہ جس مجسٹریٹ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ ان کے نام کا آخری حصہ ڈگلس تھا۔ اور موجودہ چیف جسٹس کے نام کا یہ پہلا حصہ ہے۔ اور یہ فرق ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس کا علاج بھی کر دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ جن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ مسٹر تھے۔ اور چیف جسٹس صاحب نائٹ ہیں۔ اور انگریزی قوم کا دستور ہے کہ جو نائٹ نہ ہوں۔ ان کے نام کا آخری حصہ بولا جاتا ہے۔ اور جو نائٹ ہوں۔ ان کے نام کا پہلا حصہ پکارا جاتا ہے۔ اس طرح ہونے میں وہ صاحب کیپٹن ڈگلس کہلائیں گے اور چیف جسٹس صاحب سر ڈگلس کہلائیں گے۔ اور نام کی مشابہت ہونے کے ذریعے سے پوری طرح قائم رہیگی ...... پھر اس مقدمہ میں ایک اور نشان بھی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کے مقدمہ کے متعلق رؤیا ہوئی تھی۔ اسی طرح اس مقدمہ میں مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رؤیا ہوئی۔ جو بالکل صحیح ثابت ہوئی۔"

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۸ء جلد ۲۶ ص ۱۲)

اس پر کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ثابت کیا ہے۔

تحریک جدید میں حصّہ لینے والوں کو جنت کی بشارت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مشابہت اس رنگ میں بھی ثابت ہے۔ کہ حضور بار ہا یہ اعلان فرما چکے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو دس سال تک متواتر تحریک جدید کی مالی قربانی میں حصّہ لیں گے۔ اُن کے نام مرکز سلسلہ میں ایک بہت بڑا ہال تعمیر کر کے اس کی دیواروں پر کندہ کر دیئے جائیں گے۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اُن کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کرتی رہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ تجویز حضور کو بالصراحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ حضور کی یہ تجویز ویسی ہی ہے۔ جیسے منارۃ المسیح کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تجویز فرمائی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عہد سعادت مہد میں منارۃ المسیح بنانے کی تحریک جاری فرمائی۔ اور یہ قرار دیا۔ کہ جو لوگ اس میں ایک سو روپیہ دیں گے۔ اُن کے نام منارۃ المسیح پر کندہ کر دیئے جائیں گے۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اُن کے لئے دعائیں کرتی رہیں۔ چنانچہ اُن خوش قسمت اصحاب کے نام منارۃ المسیح پر کندہ ہیں۔ اور وہ قیامت تک لوگوں کی دعاؤں کے مستحق ہوتے رہیں گے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ایسی تحریک جاری فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں مخلصین جماعت کے اسماء منارۃ المسیح پر کندہ ہوئے۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تحریک جدید جاری فرمائی۔ اور جس طرح وہاں ایک مقررہ مقدار میں چندہ دینے والوں کے متعلق حضور نے فرمایا تھا۔ کہ ان کے نام منارۃ المسیح پر کندہ کر دیئے جائیں گے۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ کہ جو لوگ تحریک جدید میں "مقررہ قواعد" کے مطابق حصہ لینگے اُن کے اسماء مرکز سلسلہ میں ایک بہت بڑا ہال تعمیر کر کے اس کی دیواروں پر کندہ کرا دیئے جائیں گے۔ پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ منارۃ المسیح کی تکمیل انوار الٰہیہ کے نزول کا موجب ہوگی۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا۔ کہ تحریک جدید سے جو ایک مستقل فنڈ قائم کیا جا رہا ہے۔ وہ اسلام کی تبلیغ اور اس کے انوار کو دنیا میں پھیلانے کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ پھر اسی ضمن میں حضور کی حضرت مسیح موعود سے ایک عجیب مشابہت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منارۃ المسیح کے لئے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرا نور قلب مجھے اس وقت اس بات کی طرف تحریک کرتا ہے۔ جو ایسے مبارک کام کے لئے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ اپنی مخلص جماعت کو اس مالی مدد کی تکلیف دوں۔ جو مومن کے لئے جنت کو واجب کرتا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۵۶)

گویا منارۃ المسیح کی تحریک میں اخلاص سے حصہ لینے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنت کی بشارت دی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح تحریک جدید کے بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

"میں سمجھتا ہوں۔ اپنے دل میں اسلام کا درد رکھنے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ جس کے سامنے یہ تحریک پیش کی جاتی۔ کہ اس چندہ کے ذریعہ ایک ایسا مستقل فنڈ قائم کر دیا جائے گا۔ جو دائمی طور پر اسلام کی تبلیغ کے کام آئے گا۔ اور وہ یہ تحریک سننے کے باوجود اس میں حصّہ نہ لیتا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان انسان کے کانوں میں بھی یہ تحریک پہنچ جاتی۔ تو اس کی رگوں میں خون دوڑنے لگتا۔ اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ راگست ۱۹۳۹ء)

ان ہر دو اقتباسات کے آخری فقرات کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر دیکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ثابت کرنے کے لئے کس طرح اپنے تصرّف کے ماتحت حضور کی زبان سے اسی قسم کے الفاظ نکلوائے۔ جس قسم کے الفاظ منارۃ المسیح کی تحریک کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان قلم سے نکلے تھے۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ منارۃ المسیح کے چندہ کی تحریک ایسی ہے۔ کہ اس کے لئے مالی قربانی کرنا "مومن کے لئے جنت کو واجب کرتا ہے۔" اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان شخص کے کانوں میں بھی اس تحریک کی آواز پڑ جائے۔ تو وہ خوشی سے اپنے جامہ میں پھولا نہ سمائے۔ اور سمجھے کہ:۔

"میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصّہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے منکرین کا انجام

پس یہ یقینی اور قطعی بات ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو نظیر قرار دیا گیا ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور واقعات نے اس کی صداقت نیمروز کی طرح ظاہر کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص حضور کی خلافت کا انکار کرتا ہے۔ تو وہ رفتہ رفتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ مستریان مباہلہ نے ابتدا میں یہی کہا۔ کہ ہم احمدی ہیں۔ ہمارا اختلاف صرف خلیفہ ثانی کے ساتھ ہے۔ مگر آہستہ آہستہ احمدیت سے وہ بالکل دُور ہو گئے۔ یہی حال اور بعض لوگوں کا ہوا۔ کیونکہ حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔ اور جب کوئی شخص آپ کا انکار کرتا ہے تو وہ رفتہ رفتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی طرف بھی مائل ہو جاتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بھی فرماتے ہیں:۔

"مجھے یہ یقین ہے۔ کہ جو شخص مجھے چھوڑتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑتا ہے۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتا ہے۔ اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑتا ہے۔ وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔ میں اس یقین پر قائم ہوں قرآن مجید کے ماتحت۔ میں اس یقین پر قائم ہوں حدیث کے ماتحت۔ میں اس یقین پر قائم ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے ماتحت۔ میں اس یقین پر قائم ہوں اُن رؤیا و کشوف اور الہامات کے ماتحت جو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے۔ اور میں اس یقین پر قائم ہوں خدا تعالیٰ کی اُن کھلی کھلی تائیدات کے ماتحت جو ہر وقت میرے شامل حال ہیں۔ اگر کسی کو خدا تعالےٰ کا یہ عمل نظر نہیں آتا تو وہ اندھا ہے۔"

(الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

آج بیچاروں کا ہے ایک ہی چارہ محمود

(جناب ڈاکٹر منظور احمد منظور بھیروی قادیان)

میرے مہدی کا جگر پارا پیارا محمود
میرا محمود میری آنکھوں کا تارا محمود
اس کے ہی قدموں میں اب پائیں گی قومیں برکت
بے نواؤں کا غریبوں کا سہارا محمود
احمدی اُٹھ ذرا دنیا میں منادی کر دے
آج بے چاروں کا ہے ایک ہی چارہ محمود
وہ حقارت سے جسے بچہ کہا کرتے تھے
آئیں اب دیکھیں ذرا آکے ہمارا محمود
کاش کہتا کوئی منظور مجھے بھی آ کر
یاد کرتا ہے تمہیں آج تمہارا محمود

بر موقعہ طلائی جوبلی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بند اوّل

مختصر کارنامہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد عبداللہ الصمد جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ السلام

از:- "غلام حضرت احمد ہے - ذوالفقار علی" گوہر

اے زمین ہند خوش بختی ہے تیری آشکار
جس کی قوموں کو تمنا تھی ہزاروں سال سے
ازل طرف اب تک ہیں انسان دیکھتے
تجھ کو وہ رحمت ملی اے خطۂ ہندوستان
وہ کہ جس کی دیتے آئے تھے خبر سب انبیاء
وہ کہ جس کے دیکھنے کے شوق ہی میں لے گئے
وہ کہ تھی روز ازل سے جس کی تقدیر اعظیم
وہ کہ جس پر ہر نبوت کو تھا ناز بیکراں
حضرت عیسےؑ نے دی جس کی بشارت قوم کو
تھا محمدؐ کا بروز و مہدی دوران لقب
ایک ہی ماہ صلوٰۃ و صوم میں شمس و قمر
جس کو ختم المرسلین نے اپنا پہنچایا سلام
سورۃ الجمعہ ہے جس کے خیر مقدم کی دلیل
جس کی آمد کی خبر دی تھی کرشن پاک نے
سب نشانات و علامات اس کی آمد کے دیئے
اے زمین ہند جب تجھ کو یہ دولت مل گئی
آگیا تجھ میں مسیح وقت موعود خدا
روشنی اندھوں نے پائی اس کے نور قلب سے
جن کے ایماں تھے نفاق آلود جو مبروص تھے
طالب ایمان کو اس سے دولت ایماں ملی
اس نے دنیا کو دکھایا پھر صراط مستقیم
ہستی باری تعالیٰ کا دیا اس نے ثبوت
اس نے راہیں کھول دیں آکر خدا کے قرب کی
ہے دعا کا دخل بے شک عالم اسباب میں
اس نے دنیا کو سکھلائے وہ دعاؤں کے طریق
اُس نے کھولے راز اسمائے الٰہی کے عجیب
اُس نے سمجھایا صفات حق ہیں جاری و قدیم
اُس نے فرمایا کہ تخلیق و فنا جاری ہیں سب
شرح چھینٹے حق نے پیدا کر کے ثابت کر دیا
سب ہیں محتاج خدا اور وہ ہے رب بے نیاز
اس کو بیٹے کی ضرورت ہے نہ کف کی احتیاج
نظم جسمانی و روحانی میں ہے یکسانیت
ہے اسی طرح سے روحانی جہاں کا انتظام
ابر باراں گر نہ برسے مردہ ہوتی ہے زمیں
ابتدا ہی سے چلے آتے ہیں یہ دونوں نظام
ظلم و فحشاء سے زمیں برباد ہو جاتی تمام
یہ جو ہیں دنیا میں قومیں ہیں یہ نبیوں کا نشان
اک گروہ پاک باطن پاک اعمال و خیال
قابل عظمت ہیں یہ سب انبیاء و اولیاء
اب بغیر اس کے خدا کا قرب ملنا ہے محال
پیروی سے صرف اس کے ہی ملیگا وہ خدا
انبیاء کا قائد اعظم ہے وہ حاشر ہے وہ
جس قدر ادیان سابق ہیں وہ ہیں سب بے ثمر
انبیائے سابقین کے جو اصول دین تھے
ہے یہی اسلام جو انوار کا گنجینہ ہے
آسماں پر جا نہیں سکتا بشر اس جسم سے
جسم خاکی عیسی مریم کا ہے آب و طعام

تجھ کو قسمت سے ملی وہ رحمت پروردگار
ملتیں جس کے لئے تھیں منتظر اور بے قرار
گویا آمد کا کسی کی ہے فلک سے انتظار
آج تک جس کے حجاز و شام ہیں امیدوار
وہ کہ جس کے شوق میں تڑپا کئے پرہیزگار
قبر کے گوشوں میں صدہا اپنی چشم انتظار
ہوگا وہ جسم مطہر پر نبی کا جامہ دار
وہ کہ جس نے ہر نبوت کا کیا قائم وقار
یعنی وہ احمد کہ تھا ان کا مثیل و نامدار
شاہد صادق ہیں جس کے یہ تیرے لیل و نہار
بن گئے گہنا کے مہدی کے گواہ شاندار
اس وصیت کے تھے حامل سارے اصحاب کبار
سورۃ الصف شان میں جسکے ہے عالم آشکار
کہدیا تھا گوپیوں سے خوب رہنا ہوشیار
نسل آئندہ کو اس کا کر دیا تھا رازدار
آسمانوں پر بڑھا رتبہ تیرا۔ تیرا وقار
ساتھ تھی ہر وقت جس کے نصرت پروردگار
اس کے دم سے جی اٹھے مردے ہزاراندر ہزار
ہوگئے اس کی دعا سے ہر مرض سے رستگار
پاس آئے اس کے سب جو یائے حق پروانہ وار
دولت ایماں لٹائی اس نے بے حد و شمار
اس کی ہستی تھی خدا کی شان کی آئینہ دار
اس نے انساں کو دعاؤں کا بنایا رازدار
اس نے فرمایا دعاوں سے چلاؤ کاروبار
جن سے انساں کو ملا شرف کلام کردگار
اس نے سمجھائے کمالات صفات کردگار
ہے تعطل نظم امکاں کے لئے ناسازگار
مادہ اور روح ہیں مخلوق اور بے اختیار
ہیں ہوں خالق مادہ کا مادہ خدمتگذار
ہے اسی کی ذات پر سب اس کے کاموں کا مدار
دوسروں پر منحصر اس کے نہیں ہیں کاروبار
عالم امکاں کا نظم شمس پر ہے انحصار
عالم روحانیت میں ہے محمدؐ شمسوار
وحی حق جب تک نہ ہو ارواح بھی ہیں مردہ وار
گر نہ آتے انبیاء جاری نہ رہتے کاروبار
یہ چمن دنیا کا بنتا ایک دشت خارزار
انبیاء ہر قوم میں آتے رہے ہیں بار بار
چھوڑ جاتے ہیں گروہ دیں کے رہیں خدمتگذار
ہے محمدؐ لیکن ان سب انبیاء کا تاجدار
ہے شریعت اس کی اکمل۔ آخری۔ اور برقرار
ہاتھ میں ہے جس کے عزت اور ہر ذلت کی ہار
زندۂ جاوید ہے۔ باغ اس کا دائم بہار
بس یہی اک باغ ہے لاتا ہے جو تازہ ثمار
ہیں وہ سب قرآں میں محفوظ و قائم برقرار
ہر نبوت کا یہی مقصود اور آئینہ دار
مرنے جینے اور رہنے کا زمیں پر ہے مدار
آسماں پر زندہ رہنا ہے خیال نابکار

موت ہے اسلام کی عیسیٰ کی ایسی زندگی
یہ عقیدہ ہے خلاف عقل و قرآں بالیقیں
عیسےؑ مریم کو خالق اور محیؔ ماننا
جن بد اندیشوں نے ڈالی ہے بنا اس شرک کی
دی مسیحی دین کو طاقت۔ دین احمد کو شکست
چھین لی ان سے مسیحی قوم نے ہر سلطنت
پہلوان حق ہوں میں آؤ۔ میری بیعت کرو
ہوں محمدؐ کا بروز اور ہوں مسیحا کا مثیل
ہیں کرشن ہند ہوں ہما میسری گیتا میں ہے
وحی حق سے اس نے دنیا کو دیا حق کا ثبوت
جرمنی کی جنگ سے نو سال پہلے کہدیا
اس نے دی امراض و سیلاب و زلازل کی خبر
اس کے منہ پر جو چڑھا وہ موت کے منہ میں پڑا
پائی آتھم نے سزا گرجے کی عزت مٹ گئی
جس نے کی اس کی اہانت جبکی اسکی مدد
کر دیا اتمام حجت اس نے ہر مذہب پہ خوب
اس نے دی اسلام کو دنیا پہ وہ فتح عظیم
اس کی آمد نے کیا دنیا کو پھر باغ ارم
نسل ابراہیم کو پھر اس نے زندہ کر دیا
آل اسرائیل و اسمٰعیل کیوں نازاں نہ ہوں
جس نے مانا اس کو وہ گنجینۂ عرفاں بنا
وہ مبارک قوم ہے جس نے کیا اس کو قبول
نوح کی کشتی ہے یہ تعلیم اس کی بالیقیں
سن رکھو اے شرق و مغرب کے رہنے والو تم
یہ زمین و آسماں آتش فشاں ہونے کو ہیں
"مسموع صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح"
آؤ اے دنیا کے لوگو خوان نعمت ہے بچھا
جس سے حاصل ہو تمہیں آرام و اطمینان قلب
دن خوشی کے راحتوں کی راتیں ہوں تمکو نصیب
قادیاں میں آؤ یہ دار الامان و فضل ہے
ہے یہ گھر اقوام عالم کی اخوت کے لئے
حضرت احمدؐ کا مولد مسکن و مدفن ہے یہ
آسماں دشمن ہے اس کا اس کا جو دشمن بنا
دین حق کے واسطے اس سرزمیں میں جوش ہے
آسماں سے اس زمیں کا ہے تعلق بے حجاب
اے زمین ہند فوج حق کا اب مرکز ہے یہ
کہنے کو تو ہے یہاں پر کچھ غریبوں کا قیام
لیکن ان کے دل میں ہے مخلوق خالق کیلئے
اُن کے دل میں ہے تڑپ مخلوق خالق سے ملے
آرزو ان کی ہے دنیا شرک و عصیاں سے بچے
جذب ہو جائیں خدا کے عشق میں دنیا کے دل
ظلمت الحاد و کفر و شرک و عصیاں دور ہو
ان غریبوں کا ہے یہ مقصود یہ اصل مراد
ہے تمنا ان کی قائم ہو خدا کی سلطنت
امتیاز نسل و رنگ و قوم و ملت دور ہو
حیف ان پر ہے جو سمجھے ہیں حکومت بیر لل
ہے یہی وہ احمدیت جس کی دشمن ہے زمیں

کیوں سمجھ میں یہ نہیں آتا ترے اے ہوشیار
اس حماقت نے مسلمانوں کا کھویا سب وقار
ہے خدا پر افتراء۔ دین محمدؐ پر ہے وار
مشرکوں کو کر لیا ہے اپنی گردن پر سوار
ہے یہی باعث مسلمانوں پہ ہے ذلت کی مار
ان کی چوکھٹ چومتے ہی ہو گئے اس درجہ خوار
تاکہ پھر تم کو ملے عزت ملے جاہ و وقار
مہدئ موعود ہوں میں اور عیسےؑ نامدار
جو میرے پیچھے چلے گا ہو گا آخر رستگار
کر دیا سب کو عذاب آنے سے پہلے ہوشیار
"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار"
زلزلوں کا وقت بھی اس نے بتایا ہے بہار
کیا پگٹ اور کیا ڈوئی کیا لیکھرام جاں نثار
مر کے اسمٰعیل و جھونی ہوئے رسوا و خوار
ایک کو ذلت ملی اور ایک کو عزت کے ہار
کر گئی اعدائے حق کے ٹکڑے اس کی ذوالفقار
مندروں کی اور کلیساؤں کی دی قلعی اتار
گلشن اسلام کو دی اس نے پھر تازہ بہار
وہ بنی ہاشم بنی فارس کا تھا عطر بہار
وہ ثریا پر سے بھی ایمان کو لایا اتار
جس نے اس کو رد کیا وہ ہوگیا شیطاں شکار
جس نے کی کامل اطاعت ہوگیا وہ بختیار
اس میں جو بیٹھے گا ہو جائیگا بیڑا اس کا پار
آنے والے ہیں مصائب سخت بے حد و شمار
چپہ چپہ پر ہلاکت آفریں برسے گی نار
"تیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار"
کھاؤ وہ جنت کے پھل جو دے رہا ہے کردگار
حزن و خوف و غم سے آزادی ہے انجام کار
تم خدا کے۔ ہو خدا تم سب کا ناصر اور یار
اس سے برکت لو کہ برکت لینگے اس سے شہریار
پھوٹتے ہیں یاں سے چشمے معرفت کے بیشمار
رحمت حق اس پہ رہتی ہے ہمیشہ نور بار
رحمت حق دوستوں کے واسطے ہے دوستدار
راستی و صدق کے رہتے ہیں یاں پر جاں نثار
عرش اعظم سے بندھی ہیں اس کی تاریں استوار
امن عالم کا یہاں کے فیصلوں پر ہے مدار
جو تکلف سے بری ہیں اور بے حد خاکسار
جذبۂ ہمدردی و الفت کا بحر بے کنار
ان کی خواہش ہے زمین و آسماں باہم ہوں یار
حق پرستی۔ خدمت مخلوق ہو لیل و نہار
آسماں سے نور برسے مثل ابر نو بہار
جگمگا جائے ہر اک ہی گوشۂ تاریک دیار
یہ اسی پر کر رہے ہیں اپنا مال و جاں نثار
دل ہوں متحد ہو اللہ اکبر کی پکار
ہو بنی آدم میں پیوند محبت استوار
قادیاں میں بن رہی ہے پھر جنگ و کارزار
ہے یہی وہ احمدیت آسماں جس پر نثار